اصلاح معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر ۱



اصلاح معاشرہ

اہمیت، ضرورت اور بنیادی رہنما اصول

ماخوذ

از "خطبات فدائے ملت رح"

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب نور اللہ مرقدہ

سابق رکن مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند

ترتیب

حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم

معاون مہتمم، استاذ حدیث و سرپرست اصلاح معاشرہ کمیٹی دار العلوم دیوبند

شائع کردہ

دفتر اصلاح معاشرہ کمیٹی دار العلوم دیوبند

اصلاحِ معاشرہ کی ضرورت

حاضرینِ کرام!

مسلمانوں کے ایک ہزار سالہ دورِ عروج کے بعد پچھلی تین صدیوں سے مغربی افکار و خیالات پوری دنیا کے لیے معیار اور سند کی حیثیت حاصل کر چکے ہیں یا حاصل کرتے جا رہے ہیں اِدھر نصف صدی سے اہل یورپ کا مطمح نظر یہ ہے کہ وہ دوسری اقوام اور معاشروں کو جسمانی طور پر اپنا غلام بنانے کے بجائے اپنی اقدار و افکار، تہذیب وتمدن اور طرزِ معاشرت اس طرح ان پر مسلّط کر دے کہ وہ انھیں اپنی ہی تہذیب معاشرت دکھائی دے۔ مغرب اپنے سیاسی و مادی عروج کی بناء پر اس اسکیم میں بڑی حد تک کامیاب ہو گیا۔ آج جس طرف بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھیے مغربی تہذیب وتمدن کے اثرات نمایاں طور پر نظر آئیں گے اس تہذیبی و معاشرتی بے راہ روی کے اصلاح کی فکر نہ کی گئی تو یہ معاشرتی گمراہی کا سیلاب عقائد و اعمال اور اخلاق وروایات سب کو بہالے جائے گا۔

دنیا کے تمام مصلحین، مجددین اور انبیاء علیہم السلام نے معاشرہ کی بگڑی ہوئی حالت کو سدھارنے ہی کے لیے اپنے اپنے دور میں اصلاحی خدمات انجام دیں اور نوع انسانی کی بقاء اور اصلاح و فلاح کے لیے اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔ بالخصوص سیّد المرسلین خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اور دعوت و اصلاح میں آپ کی ہمہ گیر اور جامع کوششیں سب سے بڑھی ہوئی ہیں۔ ایک جاہل و ناخواندہ قوم تہذیب وتمدن کے نام سے جس کے کان نا آشنا تھے۔ قتل وغارت گری جس کا شیوہ تھا بچیوں کو زندہ درگور کر دینا جس کے لیے ایک معمولی بات تھی۔ تئیس سال کی قلیل مدّت میں اس نے ایسا صالح معاشرتی انقلاب برپا کر دیا کہ انتشار و انارکی کی فضا میں بے اطمینانی کا سانس لینے والے انتظام و انصرام اور قوت واستحکام میں ایسے آگے بڑھے کہ دارائی وجہانبانی میں تاریخ ان کا ثانی پیش کرنے سے

عاجز ہے۔ قتل وخون ریزی اور ڈاکہ زنی وغارت گری کے خوگر، اخوت ومحبت، صلح وآشتی، خیر خواہی وجاں نثاری کے ایسے نمونے پیش کیے جن کے تذکرہ سے آج بھی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو قرار حاصل ہوتا ہے اور آپ کی اصلاح وتربیت سے ایک ایسا معاشرہ وجود میں آ گیا کہ آپ کے صحبت نشیں حق وصداقت کے اس مقام بلند پر پہنچ گئے کہ آج ان کی ذات حق و باطل کی معرفت کا معیار اور کسوٹی سمجھی جاتی ہے۔

اس مثالی معاشرہ کے خدوخال پوری طرح واضح اور تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ ضرورت ہے کہ اسی مثالی معاشرہ کے اصول وجزئیات کو دلیل راہ بنا کر ہم اصلاح معاشرہ کے لیے آگے بڑھیں اور مسلمانوں میں:

(۱) توحید، رسالت، آخرت وغیرہ بنیادی عقائد کو عام کریں۔ بقدر ضرورت دینی تعلیم سے ایک ایک فرد مسلم کو آراستہ کرنے کی سعی وکوشش کریں۔ شریعت کا پوری طرح عامل اور عادی بنائیں۔

(۲) اس بات کی کوشش کی جائے کہ مسلمان اپنے تمام معاملات، رہن سہن، لین دین، خرید فروخت اور تقریبات وغیرہ کو شریعت کے مطابق انجام دیں۔

(۳) جوئے، سٹہ، لاٹری وغیرہ کی معاشی واقتصادی تباہ کاریوں اور شرعی حرمت سے ایک ایک مسلمان کو باخبر کرنے کی کوشش کی جائے اور انھیں ان حرام چیزوں سے بچایا جائے۔

(۴) شادی، ولیمہ، عقیقہ وغیرہ تقریبات میں شرعی سادگی کو رواج دیا جائے۔ نوجوان اور ان کے والدین کو سمجھایا جائے کہ شادی میں جہیز پر نظر رکھنا شریعت اور اعلیٰ انسانی قدروں کے خلاف ہے۔ جہیز معاشرہ کی ایک ایسی لعنت ہے جس کی وجہ سے نہ جانے کتنی دوشیزائیں اب تک ہلاک ہوچکی ہیں اس کے علاوہ دیگر بہت سی بدکاریاں اس لعنت جہیز کی وجہ سے جنم لیتی ہیں اس مروجہ جہیز کی شریعت اسلامی میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں اس لیے مسلم معاشرہ اس لعنت سے جس قدر جلدی چھٹکارا حاصل کرلے اس کے لیے اتنا ہی زیادہ اجر وثواب ہوگا۔

(۵) یہ بات مسلمانوں کے ذہن نشین کرائی جائے کہ بلاوجہ یا معمولی باتوں پر طلاق دینا شرعاً گناہ ہے اور مجبور کن حالات میں صرف ایک طلاق رجعی دے کر اصلاح حال یا تفریق کا انتظار کرنا چاہیے۔ یہی طلاق کا بہتر طریقہ ہے اور ایک وقت میں تین طلاق دینا مذموم اور خلافِ سنت ہے۔ ایک وقت کی تین طلاق بھی اگرچہ قانوناً نافذ ہو جاتی ہے لیکن ایسا کرنا تقاضائے شریعت اور تقاضائے انسانیت کے خلاف ہے۔

(۶) مسلمان عورتوں کو ان کی گھریلو ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جائے اور انھیں شرعی پردہ کی تاکید کی جائے۔ شرم و حیاء عورت کی فطرت اور عفت و عصمت اس کا وقار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر وہ عورت جس کی پرورش و پرداخت فطری ماحول میں ہوئی ہو وہ کسی بھی غیر شخص کو دیکھ کر بے ساختہ خود کو چھپانے کی کوشش کرتی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ خود کو چھپانا اور پردہ میں رہنا عورت کی اصل فطرت ہے۔ اور اس کی بے حیائی، خودنمائی اور عریانیت غیر فطری اور بگڑے معاشرے کی دین ہے۔ چونکہ اسلام ایک دین فطرت ہے اس لیے اسلام میں عورت کے فطری جذبے کے پیش نظر اسے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس کا فطری وقار برقرار رہے۔

مغرب جس نے عورت کی فطرت و طبیعت کے خلاف ''مساوات مرد و زن اور آزادی نسواں'' جیسے دلفریب اور پُرکشش عنوانوں سے اسے گھر کی چہار دیواری سے نکال کر بازاروں اور گلیوں میں پہنچا دیا۔ آج خود اپنی غلطی کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ مساوات مرد و زن کے اس تصور سے خاندان کا کوئی سربراہ نہ رہا لہٰذا سرے سے خاندان کا تصور ہی ماند پڑ گیا اور خاندان کے وسیع تر تصور کے بجائے اب وہاں محض نیوکلیئر فیملی کا تصور باقی بچا ہے یعنی ماں باپ اور ان کے ایک دو بچے یہ نیوکلیئر فیملی بھی ہر چند کہیں کہ ہیں نہیں ہے کا مصداق بن کر رہ گئی ہے۔ چچا، ماموں، وغیرہ رشتوں کا تو کوئی تصور ہی نہیں رہا۔ بہن بھائی کا رشتہ بھی ایک خاص عمر کے بعد بے معنی ہو جاتا ہے۔ عام طور پر پندرہ سولہ سال تک بچے اپنے والدین کے ساتھ رہتے ہیں اس کے بعد وہ اپنے گھر چھوڑ کر ہاسٹل یا گروپ کی شکل میں رہنا شروع کر دیتے ہیں۔ چند برسوں کے اندر ان کا تعلق اپنے والدین سے تقریباً مکمل طور پر کٹ جاتا ہے۔

مغربی معاشرے میں ہر فرد اکیلا ہے تنہا ہے اسے اپنے سارے دکھ اکیلے ہی اُٹھانے پڑتے ہیں بیوی کا رشتہ ایک کچے دھاگے کے مانند ہو کر رہ گیا ہے۔ اکثر لوگ اب شادی کے جھنجھٹ میں پڑتے ہی نہیں بسا اوقات لوگ نکاح کے بغیر ہی ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں۔ جب جی چاہا اپنا سامان اُٹھا کر علاحدہ ہو گئے۔ شادی شدہ جوڑوں کی بھی ایک بڑی تعداد چند سال کے اندر ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کر لیتی ہے۔ علیحدہ ہونے والے جوڑوں میں سے کوئی بھی بچوں کو اپنے سر نہیں لینا چاہتا نتیجتاً انھیں ریاستی، حکومتی اداروں کے حوالے کرنا پڑتا ہے اس وقت مغرب میں پندرہ بیس فیصد خاندان بن باپ والے خاندان ہیں۔

مساوات مرد وزن کا یہ نتیجہ بد ہے جس سے آج مغربی دنیا دوچار ہے۔ عورت کو گھر سے باہر لا کر مردوں کی صف میں کھڑا کر دینے سے مغربی معاشرہ کیسی کیسی قبیح اور گھناؤنی معاشرتی خرابیوں میں مبتلا ہے۔ یہ داستان بڑی طویل، دردانگیز اور عبرت خیز ہے۔ فطرت کے خلاف جو کام بھی کیا جائے گا اس کا یہی انجام ہوگا۔

بے حیائی، بدکاری، فواحش اور زنا دنیا کی ان مہلک برائیوں میں سے ہے جن کے مہلک، اثرات صرف اشخاص و افراد ہی کو نہیں بلکہ خاندان و معاشرہ اور بعض اوقات بڑے بڑے ملکوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اسی لیے آدم علیہ السلام سے لے کر سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کی شریعتوں میں فواحش، بدکاری حرام ہیں۔ البتہ انبیاء سابقین کی شرائع میں گناہ کے اسباب و ذرائع کو مطلقاً حرام نہیں کہا گیا تھا۔ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام چونکہ قیامت تک رہنے والی شریعت تھی اس لیے اس کی حفاظت کا منجانب اللہ خاص اہتمام یہ کیا گیا کہ جرائم و معاصی تو حرام تھے ہی ان اسباب و ذرائع کو بھی حرام قرار دے دیا گیا جو اکثر و بیشتر بطور عادت ان جرائم تک پہنچانے والے ہیں مثلاً شراب کو حرام کیا گیا تو اسی کے ساتھ شراب بنانے، بیچنے، خریدنے، کسی کو دینے وغیرہ کو بھی حرام کر دیا گیا۔ سود کو حرام کرنا تھا تو اس سے ملتے جلتے معاملات کو بھی ناجائز کر دیا گیا۔ اسی طرح جب شریعت نے بدکاری اور زنا کو حرام قرار دیا تو اس کے تمام ذرائع و اسباب قریبہ کو بھی حرام قرار دے دیا، چنانچہ حدیث پاک میں اجنبی عورت پر شہوت کے ساتھ نظر ڈالنے کو آنکھوں کا زنا، شہوت سے اس کی بات سننے کو

کانوں کا زنا، اس کے چھونے کو ہاتھوں کا زنا، اس کی طلب میں چلنے کو پیروں کا زنا فرمایا گیا۔ انھیں جرائم سے بچانے کے لیے پردہ کے احکام نازل ہوئے چنانچہ قرآن کریم کی سات آیتوں، اور تقریباً ستر احادیث میں عورتوں کے پردہ کے احکام بتلائے گئے ہیں جن کا خلاصہ مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ شریعت کے نزدیک اصل مطلوب حجاب اشخاص ہے یعنی عورتوں کا وجود اور ان کی نقل وحرکت مردوں کی نظر سے مستور ہو جو گھروں کی چہار دیواری، خیموں، معلق پردوں وغیرہ کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ جس کا حاصل یہی ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں رہیں۔ لیکن شریعت اسلامی میں انسانی اہم ضروریات کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عورتوں کو ایسی ضرورتیں پیش آنی ناگزیر ہیں کہ وہ کسی وقت گھروں سے نکلیں اس لیے پردہ کا دوسرا درجہ قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت سر سے پاؤں تک برقعے یا لمبی چادر میں پورے بدن کا چھپا کر نکلیں راستہ دیکھنے کے لیے صرف ایک آنکھ کھولیں۔ پردہ کا یہ درجہ بھی پہلے درجہ کی طرح سب علماء وفقہا کے درمیان متفق علیہ ہے۔

پردہ کا ایک تیسرا درجہ بھی بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے۔ جس میں صحابہ وتابعین اور فقہائے امت کی رائیں مختلف ہیں۔ وہ یہ کہ عورتیں جب بضرورت گھروں سے نکلیں تو وہ اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی رکھ سکتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں کا کھلا رکھنا بھی جائز نہیں ہے۔ فقہائے اربعہ میں سے امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے کہ عورتوں کے لیے گھر سے باہر چہرے اور ہاتھوں کا کھلا رکھنا جائز نہیں ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ اس کے جواز کے قائل ہیں لیکن ان کے نزدیک بھی یہ جواز اس وقت ہے جبکہ ان اعضاء کے کھلے رکھنے میں فتنہ کا خوف نہ ہو اگر فتنہ کا خوف ہو تو ان کے نزدیک بھی گھر سے باہر ان کا کھلا رکھنا جائز نہ ہوگا۔

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”**اذا اخرجت المراة استشرفها الشيطان (قال الترمذی هذا حديث حسن صحيح غرى**“ یعنی عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاک لیتا ہے۔

(یعنی اس کو لوگوں میں برائی پھیلانے کا ذریعہ بناتا ہے) صحیح ابن خزیمہ وابن حبان میں اس حدیث میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں **واقرب ماتکون من رحمة ربها وھی فی قعر بیتھا** یعنی عورت اپنے ربّ سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں مستور رہتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے اصل یہی ہے کہ وہ گھروں سے بلاضرورت باہر نہ نکلیں۔

ایک حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **لیس للنساء نصیب فی الخروج الا مضطرة** (رواہ الطبرانی) یعنی عورتوں کا باہر نکلنے کے لیے کوئی حصہ نہیں البتہ اگر کوئی مجبوری پیش آجائے تو الگ بات ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپؐ نے صحابہ سے پوچھا "**ای شئی خیر للمراة**" عورت کے لیے کیا چیز بہتر ہے صحابہ کرام خاموش رہے۔ کوئی جواب نہیں دیا پھر جب میں گھر گیا اور فاطمہؓ سے میں نے یہی سوال کیا تو انھوں نے فرمایا "**لایرین الرجال ولا یرونھن**" یعنی عورتوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد انھیں دیکھیں۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کا یہ جواب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نقل کیا تو آپؐ نے فرمایا **صدقت انها بَضعة منی**" فاطمہؓ نے صحیح کہا بے شک وہ میرا ایک جز ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شرعی پردہ یہی ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں رہیں اور بوقت ضرورت باہر نکلیں تو پورے جسم کو چھپا کر نکلیں۔

پردہ کے معاملہ میں چونکہ بعض لوگوں کی جانب سے غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں اس لیے اس پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس لیے تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو شرعی پردہ کا عادی بنائیں بے پردگی سے معاشرے میں کس قدر برائیاں پھیلتی ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ہر ذی فہم صاحب ہوش اسے اچھی طرح سمجھتا ہے۔

(۷) شراب اور دیگر منشیات اسلام میں قطعی حرام ہیں۔ شراب کو قرآن نے گندی چیز اور شیطانی عمل بتایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تمام برائیوں کی جڑ فرمایا ہے۔ شراب کی تباہ کاریوں سے کون واقف نہیں ہے۔ شراب کے علاوہ آج کل نئی نئی منشیات ایجاد

کرلی گئیں ہیں جیسے ڈرگس، ہیروئن وغیرہ۔منشیات صحت کے لیے کس قدر مضر ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے اس کا عادی قوت مردانگی سے محروم ہوجاتا ہے اور سال دو سال کے استعمال سے خود زندگی ہی سے محروم ہوجاتا ہے۔دنیا کی اس تباہی و بربادی کے علاوہ آخرت کی تباہی اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من شرب الخمر فی الدنیا فمات هوید منها لم یتب لم یشربها فی الاخرة. (رواہ مسلم)

جو شخص دنیا میں شراب پیئے گا اور شراب پینے کی اسی عادت کے ساتھ مرگیا اور توبہ نہیں کی تو وہ آخرت میں جنت یا جنت کی شراب سے محروم ہوگا۔

ایک اور حدیث میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **ان علی اللہ عهدا لمن اشرب المسکر ان یسقیه من طینة الخِبل.** (رواہ مسلم)

اللہ تعالیٰ نے منشیات کے استعمال کرنے والوں کے لیے عہد کر رکھا ہے کہ انھیں جہنمیوں کا پسینہ اور ایک روایت کے اعتبار سے جہنمیوں کی پیپ پلائے گا۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب کا عادی جنت میں نہیں جائے گا۔اور مسند احمد ہی کی ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ شراب کا عادی قیامت کے دن اللہ کے حضور بت کے پجاری کی طرح پیش ہوگا غرضیکہ احادیث میں شراب نوشی کے سلسلے میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔اس لیے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ مسلم معاشرہ کو اس ام الخبائث اور گندی وناپاک چیز سے پاک وصاف رکھنے کی بھرپور کوشش کرے۔آج کل شراب نوشی وبائی امراض کی طرح پھیل گئی ہے اور ہمارے بہت سے مسلمان بھائی بھی اس گندی عادت میں مبتلا ہوگئے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انھیں اس بری ومہلک عادت سے توبہ کی توفیق دے۔

موجودہ ذرائع ابلاغ مثلاً ٹی وی، وی، سی، آر ڈش انٹینا وغیرہ فحاشی، بے حیائی، جھوٹ فریب وغیرہ جرائم کی نشر واشاعت اور ترغیب کا ذریعہ بن گئے ہیں۔ان کا استعمال بری سے بری صحبت سے زیادہ مضر اور نقصان دِہ ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے

ناچ باجا کے مٹانے کے لیے بھیجا گیا ہے اور ہم آپ کے امتی اور آپ کی محبت کے مدعی ہو کر اپنی گاڑھی کمائی خرچ کر کے ان ناچ باجوں کو (اسباب کو) اپنے گھر میں لاتے ہیں اور ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں ذرا خیال فرمائیے ہمارا یہ عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت سے کس قدر مخالف ہے۔ جس گھر میں تصویر اور گانے باجے کے آلات ہوتے ہیں ان میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ آج ہر طرف معاشی تنگی اور زبوں حالی کا رونا ہے مگر ہم جب خود اپنے گھروں سے رحمت کو دُور رکھنے کے اسباب فراہم کر رہے ہیں تو پھر یہ رونا دھونا کس بات کا ہے۔ مسلمانو! سوچو ذرا سی لذت چشم و گوش کے لیے ہم اپنی دنیا و آخرت کو کس طرح تباہ کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہمارا مسلم معاشرہ اس طرح کی دُنیا و آخرت کو تباہ کرنے والی چیزوں سے کلی طور پر پاک وصاف ہو۔

معزز سامعین!

اصلاح معاشرہ اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے اس موقع پر ساری چیزوں کا ذکر نہیں کیا جا سکتا جمعیۃ علماء ہند مسلم معاشرہ کو ایک صالح معاشرہ بنانے کے لیے ایک عرصہ سے کوشاں ہے اور جنوری ۱۹۹۱ء سے اسی مقصد کے لیے اصلاح معاشرہ کے نام سے باقاعدہ ایک مستقل شعبہ کے تحت منظم طور پر خدمت انجام دے رہی ہے ظاہر ہے کہ اس طویل الذیل کام کا حق ادا نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ ملت کے دردمند اصحاب آگے نہ بڑھیں اور اپنے اپنے علاقوں میں اصلاح معاشرہ کی کوشش نہ کریں اگر ہمارے نوجوان اس کام میں دلچسپی لینے لگیں تو انشاء اللہ تھوڑی مدت میں کایا پلٹ ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے کی معلومات کے لیے شعبۂ اصلاح معاشرہ جمعیۃ علماء ہند سے رجوع اور اس کا تعاون ضروری ہے۔

(خطبات فدائے ملت، ص ۲۹۰ تا ۲۹۸ خطبہ صدارت ۳۵واں اجلاسِ عام جمعیۃ علماء ہند، بمبئی)

حضرات علمائے کرام سے دردمندانہ خطاب

علمائے کرام: آپ پر ضروری ہے کہ سب سے پہلے مسلم معاشرہ کی اصلاح کی جانب خصوصی توجہ دیں۔ مادّیت کا بڑھتا ہوا طوفان اور مغربی تہذیب کا روز افزوں سیلاب اسلامی روایات واقدار پر اپنی گرفت مضبوط کرتا جا رہا ہے۔ جس کی بنا پر مسلم معاشرہ اسلامی تہذیب سے

بے گانہ ہو رہا ہے۔ عورتوں کی بے پردگی بے حیائی کے درجے تک پہنچ رہی ہے۔ جوا، سٹہ اور مسکرات کا استعمال ہمارے نوجوانوں میں رواج پذیر ہے۔ شادی اور نکاح کے موقع پر اسلامی رسوم کی جگہ مغربی طور وطریقہ اپنانے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ سودی کاروبار کی قباحت دلوں سے کم ہوتی جا رہی ہے۔ اس لیے میری دردمندانہ گذارش ہے کہ آپ آنے والے خطرہ کا احساس کریں اور اپنی منتشر قوت کو اکٹھا کر کے پوری قوت کے ساتھ اس طوفان کا مقابلہ کریں، مسلم معاشرہ میں مذہبی احکام کی تعمیل کا جذبہ پیدا کریں اور ان تمام مہلک اور تباہ کن رسوم کی اصلاح کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ جنھوں نے مسلمانوں کی دینی، معاشرتی اور معاشی حالت کو تباہ کر رکھا ہے نیز مسلمانوں کو تباہی و بربادی اور افلاس و ہلاکت کے گڈھے میں دھکیل رہی ہیں۔

(۱) شادیوں میں دعوتوں کی حدود متعین کر دی جائیں اور ان حدود سے کوئی تجاوز نہ کرے۔ اس طرح غمی کی رسوم میں مذہبی احکام کی روشنی میں اصلاح کی جائے۔

(۲) شادی وغمی کی رسوم کی ادائیگی کے لیے سودی وغیر سودی قرضہ لینے کا سلسلہ قطعاً بند کر دیا جائے۔

(۳) وہ تمام فضول اور لایعنی رسمیں جو محض ننگ و عار کے خیال یا صرف نام ونمود کی نمائش کے لیے انجام دی جاتی ہیں انھیں بالکلیہ ترک کر دیا جائے۔

(۴) ناجائز اور غیر مشروع لہو ولعب مثلاً سینما ویڈیو، ٹیلی ویژن اور ناچ گانوں کی مجلسوں سے قطعی طور پر اجتناب کیا جائے۔

(۵) عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور حسنِ معاشرت کا معاملہ کیا جائے۔ ان کے شرعی حقوق سے غفلت نہ برتی جائے اور بلاوجہ انھیں اذیت پہنچانے بالخصوص بلا شدید شرعی ضرورت کے اور غیر مشروع طور پر طلاق دینے سے پرہیز کیا جائے۔

(۶) اور ہر قسم کی بداعمالیوں اور بداخلاقیوں کے خلاف منظم طور پر جدوجہد کی جائے۔ ان تمام امور کی انجام دہی، نگرانی اور نظم وضبط قائم رکھنے کے لیے اصلاح معاشرہ وغیرہ نام سے قومی انجمنیں قائم کی جائیں اور علماء کرام ان میں شامل ہو کر قوم کی رہنمائی کریں۔

(خطباتِ فدائے ملت، ص ۱۸۱ تا ۱۸۲ خطبہ صدارت تحفظ شریعت کانفرنس، دہلی)

مسلم معاشرہ کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کیلئے رہنما اصول

(۱) توحید، رسالت، آخرت وغیرہ بنیادی عقائد مسلمانوں کے دلوں میں راسخ کیے جائیں قرآن وسنت کے تعلق سے عام مسلمانوں میں یہ یقین کامل پیدا کیا جائے کہ قرآن مقدس خدا کی آخری کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف وترمیم سے محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گی۔ یہ کتاب محفوظ ساری دنیا کے لیے ہدایت نامہ ہے ہر وہ عقیدہ ونظریہ اور عمل جو قرآن کے مخالف ہو وہ مردود و نامعتبر ہے۔

(۲) حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قرآن پاک کی تفسیر وتشریح ہے اور اس کے احکام بھی قرآن کی طرح واجب العمل ہیں۔

(۳) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ شریعت پر عمل کرنا عبادت ہے۔ حلال کھانا حلال روزی بھی کمانا عبادت ہے۔ اسی طرح ہر وہ اچھا کام جو خدا کی رضا کے لیے کیا جائے عبادت ہے لیکن اصطلاحی طور پر عبادت کا لفظ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، تلاوت قرآن پاک اور ذکر واذکار وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کی مذہبی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی عبادتوں کا پابند رہے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ان کا پابند بنانے کو سعی کرے۔

(۴) مسلمانوں کو اس بات کا عادی بنایا جائے کہ وہ بالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح میں بلاوجہ شرعی تاخیر نہ کریں اور اس اہم فریضہ کی ادائیگی سے غفلت اور سستی معاشرہ کو اخلاقی انارکی کی طرف لے جاتی ہے۔

(۵) مسلمانوں کو آمادہ کیا جائے کہ شادی وغیرہ کی تقریبات میں سادگی کے پہلو کو بہر حال ترجیح دیں مسلمانوں کی معاشی واقتصادی بدحالی میں اسراف اور فضول خرچیوں کا نمایاں دخل ہے۔

(۶) عام مسلمانوں میں یہ یقین پیدا کیا جائے کہ جہیز کا مطالبہ خواہ زبانی ہو یا عرفی ناجائز ہے۔ اسلامی شریعت میں مطالبۂ جہیز کی قطعاً گنجائش نہیں جس کی پابندی ہر امیر و

غریب مسلمان پر لازم ہے۔ خاص طور پر حضرات علماء اور مسلم سماج میں سربرآوردہ لوگوں کو اس رسم بد کے خلاف عملی جدوجہد میں پہل کرنی چاہیے۔

(۷) مسلمانوں کو بتایا جائے بغیر کسی وجہ شرعی کے طلاق دینا فعل حرام ہے طلاق اسی وقت دینی چاہیے جب ازدواجی زندگی دوبھر ہو جائے اور طلاق نہ دینے کی صورت میں فتنہ کا اندیشہ ہو، پھر انہیں یہ بھی بتایا جائے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں اگرچہ ازروئے قرآن وحدیث فقہ اسلامی تینوں نافذ ہو جاتی ہیں لیکن طلاق کا یہ طریقہ شریعت کی نگاہ میں مذموم اور قابلِ سرزنش ہے لہٰذا اس سے احتراز کیا جائے۔

(۸) اسلامی پردہ کی جانب خواتین اسلام کو خصوصی طور پر متوجہ کیا جائے۔

(۹) مسلمانوں کو بتایا جائے کہ وہ آپسی تعلقات اور لین دین اور خرید وفروخت کے جو معاملات شریعت کے دائرے میں رہ کر انجام دیتے ہیں وہ بھی عبادت ہیں اور نماز روزہ وغیرہ عبادتوں کی طرح ان پر بھی ثواب ملتا ہے اور ان کی خلاف ورزی پر گناہ ملتا ہے۔ لہٰذا خلاف شریعت تمام معاملات سے مسلمانوں کو بچنے کی تلقین کی جائے۔ بالخصوص سود اور جوئے کی تمام شکلوں سے پورے طور پر مسلمانوں کو بچانے کی فکر کی جائے۔

(۱۰) موجودہ ذرائع ابلاغ موجودہ دور میں جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں وہ صحیح دین سے محروم، اعلیٰ انسانی قدروں سے عاری اور آبرو وباختہ ہیں جن کا سارا سرمایہ جھوٹ، فریب، فحاشی اور عریانی ہے وہ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ بچوں اور نوجوانوں کو جرائم پیشہ، فحاش اور آوارہ بناتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ان ذرائع استعمال سے احتراز کریں۔

(۱۱) دینی تعلیم چونکہ عقائد، تصورات، نظامِ زندگی اور صالح روایات کی تلقین کا بہترین و مؤثر ذریعہ ہے اس لیے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ سوفیصد اپنی اولاد کی دینی تعلیم کا انتظام اور بندوبست کریں اور اسے ہوا، پانی اور غذا سے بھی زیادہ اہمیت دیں۔

(۱۲) تہذیب وتمدن اور وضع قطع قوموں کی شناخت میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں اس

لیے مسلمانوں کو اپنی اسلامی وضع قطع اور تہذیب و تمدن کو کسی حال میں چھوڑنا نہیں چاہیے اور اپنی اخلاقی و دینی قدروں پر مضبوط یقین رکھنا چاہیے۔

اصلاح معاشرہ کا یہ کام اگر چہ نہایت صبر آزما اور مشکل ہے کیونکہ یہ مسلسل و منظم جد و جہد کو چاہتا ہے۔ لیکن موجودہ نازک حالات و مشکلات کا سب سے کامیاب و پائیدار حل بھی یہی ہے اس لیے اپنی حفاظت و بقاء کے لیے اس مشکل کو انگیز کرنا ناگزیر ہے۔

(خطباتِ فدائے ملت، ص ۲۳۶ تا ۲۳۸ خطبہ صدارت محکمہ شرعیہ کانفرس، مراد آباد)

اصلاحِ معاشرہ کی مہم میں تیزی لائیں

مغربی تہذیب کے غلبے اور ملک کے جاہلی رسوم و روایات کے بے پناہ فروغ کی وجہ سے مسلم معاشرہ بھی بُری طرح بگاڑ کا شکار ہو گیا ہے، جدھر نظر اُٹھا کر دیکھئے مغربی تہذیب و تمدن کے اثرات نمایاں دکھائی دیتے ہیں، لین دین، تجارت، شادی بیاہ ہر چیز میں جاہلیت و مغربیت نظر آتی ہے، جوا، سٹہ، لاٹری، سینما بینی، ٹی وی، جہیز، شرابِ نوشی، بے پردگی نے ایک سیلاب کی شکل اختیار کر لی ہے، رشتوں کا احترام ختم ہوتا جا رہا ہے، بے حیائی، بدکاری تیزی سے بڑھ رہی ہے، اس قسم کی تمام برائیوں کے انسداد کے لیے ضروری ہے کہ (۱) ان برائیوں و بے حیائیوں کے بارے میں شریعت میں جو احکام دیے گئے ہیں، ان کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی جائے، (۲) مساجد کے ائمہ، مدارس کے اساتذہ خاص طور سے لوگوں کو صالح اعمال کی ترغیب اور بُرائیوں سے بچانے کے لیے ہر ممکن جد و جہد کریں، (۳) محلے محلے میں اصلاحی کمیٹیاں بنائیں، (۴) اگر کوئی شرعی ترغیب و ترہیب کا اثر قبول نہ کرے تو سماجی مقاطعہ اور دباؤ سے بھی کام لیا جائے، (۵) ایک ایک فرد کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کی کوشش کی جائے، (۶) شادی بیاہ ولیمہ وغیرہ تقریبات، انتہائی سادگی سے شریعت کے مطابق انجام دینے کی کوشش ہونی چاہیے، (۷) جہیز (تلک) دینے لینے والے دونوں کا بائیکاٹ کریں، کیونکہ جہیز کی بیماری ایک ناسور کی شکل اختیار کر چکی ہے، اس کے چلتے بے شمار لڑکیاں، شادی کی عمر سے آگے نکل جاتی ہیں، بہتوں کی شادی نہیں ہو پاتی ہے، اس سے معاشرے میں بہت بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں، اس بات کو ذہن میں راسخ اور زیادہ

سے زیادہ پھیلایا جائے کہ دلہن ہی جہیز ہے، (۸) طلاق کے شرعی اور صحیح طریقے بتائے جائیں، کہ بلا وجہ طلاق دینا شرعاً بہت بڑا گناہ اور بے شمار معاشرتی مسائل پیدا ہونے کا سبب ہے، بیک وقت تین طلاق دے ڈالنا انتہائی مذموم حرکت ہے اور اگر شوہر بیوی میں اختلاف ہو جائے تو اس کو دور کرنے کے واسطے، طرفین کے نیک بڑے بوڑھوں کی ثالثی کرائی جائے، انتہائی مجبوری کی حالت میں صرف ایک طلاع رجعی دی جائیٹ (۹) شرابیوں کا سماجی بائیکاٹ کریں اور لوگوں کو شراب جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام الخبائث کہا ہے، یعنی بُرائیوں کی جڑ، اس کے سماجی دینی مضر اثرات سے آگاہ کریں، (۱۰) سود کی حرمت بھی بتائیں اور لینے والوں کا بائیکاٹ کیا جائے۔ (۱۱) ٹی وی، وی سی آر، بے حیائی اور فحاشی پھیلانے والے جیسے ذرائع ابلاغ کو پوری طرح مسترد کر دیں۔ اور اصلاح معاشرہ کی مہم میں تیزی لائیں۔

(خطبات فدائے ملت، ص ۴۲۸ تا ۴۳۸ خطبہ صدارت ۲۶ واں اجلاس، عام جمعیۃ علماء، دہلی)

پردہ بہت ضروری ہے

مغربی تہذیب کے غلبہ اور ٹیلی ویژن وغیرہ کے فحش پروگراموں سے دیگر بہت سی برائیوں کے ساتھ بے پردگی روز بروز بڑھتی جارہی ہے، ہر صاحب ایمان کی کوشش ہونی چاہیے کہ پردے پر سختی سے عمل کیا جائے، اس سے سماج سے بدکاری، زناکاری اور دیگر سماجی برائیوں پر روک لگے گی، بے پردگی، شرعی طور پر ایک سنگین جرم اور حرام فعل ہے اور خدا کے قہر وغضب کو دعوت دینے والی ہے، اس لیے پردے کا اہتمام پر خصوصی زور دینا چاہیے، قرآن کریم نے صراحت سے حکم دیا ہے "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ (الاحزاب-۳۳)" یعنی قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا جہالت (کفر) کے وقت میں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

پردے کے سلسلہ میں ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ ہاتھ اور چہرے کا پردہ نہیں ہے اور منہ کھول کر باہر نکلنا حرام نہیں ہے، یہ بالکل غلط ہے، اصل پردے کی چیز تو چہرہ ہی ہے، قرآن حکیم نے چہرے اور ہاتھ کو کھلا رکھنے کی جو اجازت دی ہے وہ مطلق نہیں ہے، بلکہ

گھروں میں رہنے والے صرف محرم کے سامنے عورت کو ہاتھ، چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے تاکہ گھریلو کام میں حرج نہ ہو، آپ سے گزارش ہے کہ ہر ممکن کوشش کرکے پردے کو فروغ دیں یہ کام پہلے اپنے گھر سے شروع کریں پھر رشتہ داروں، محلے، پڑوس میں اس کے بعد پوری آبادی میں اس نیک کام کے لیے محنت کریں۔ یہاں ایک قابلِ توجہ بات یہ بھی ہے کہ لڑکے، لڑکیوں کے بالغ ہوجانے پر جلد شادیاں کردی جائیں، غیر ضروری برابری اور مفروضہ معیار کی تلاش میں وقت ضائع نہ کریں اور ماں باپ جوانوں کی بے راہ روی، حرام اور آوارہ گردی کے جرم اور عذاب سے اپنے کو اور اولادوں کو بچانے کی سرتوڑ کوشش کریں۔

(خطباتِ فدائے ملت، ص۵۵۲ تا ۵۵۴ خطبہ صدارت ۲۷واں اجلاسِ عام جمعیۃ علماء، دہلی)

اسلامی تشخص کی حفاظت اور معاشرتی اصلاح کے لیے
چند رہنما خطوط

- ہماری گزارش ہے کہ اصلاح معاشرہ اور اسلامی تشخص کے تحفظ کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے۔
- نوجوان داڑھی رکھیں، شرعی لباس اور اسلامی وضع قطع کا خیال رکھیں۔
- ائمہ مساجد، علماء کرام اور امت کے دیگر افراد حسب استطاعت منکرات وفواحش کو ختم کرنے کے لیے آگے آئیں۔
- ہمیں بات بات پر آپس میں لڑنے جھگڑنے اور اختلاف کو طول دینے سے بچنا چاہیے اور اللہ کے حکم "انما المومنون اخوۃ فاصلحو بین اخویکم" (الاحزاب) کے حکم کو ہر مسلمان فرض سمجھ کر اس کو ضروری سمجھے اور اس کے خلاف حرام سمجھ کر اس سے احتراز کرے۔
- اپنی مجلسوں کو جھوٹ، تہمتوں، غیبتوں اور جھگڑوں سے پاک کرو اور تقویٰ کو حاصل کرو تاکہ اللہ کی رحمت حاصل کرسکو۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آسان اور کم خرچ والا نکاح باعث برکت

ہے، اس لیے شادیوں کو آسان بنائیں۔

- اولاد میں ماں باپ کا ادب اور خدمت کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ قرآن کریم میں توحید کے بعد و بالوالدین احسانا کا حکم دیا گیا ہے۔
- والدین اور خاندان کے بڑے لوگ نوجوان لڑکے لڑکیوں کو حرام کاری، آوارہ گردی اور واہی تباہی سے بچانے کی پوری طرح بچپن سے کوشش کریں اور بالغ ہونے پر گھٹنے ٹیک کر شادی کی بھرپور کوشش کریں۔ تاکہ آوارہ گردی پر کنٹرول ہو سکے، اگر وہ اپنے فرض اور ذمہ داری کو محسوس نہیں کریں گے تو ان کی دنیا تباہ کرنے اور آخرت میں منہ کالا کرنے کا باعث ہوں گے، انھیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے، اولاد کی آوارہ گردی، حرام کاری اور آوارگی کو ختم کرنے کے لیے والدین اور خاندان کے بڑے ہمہ جہتی، مضبوط و موثر تحریک چلائیں۔
- ہمارے معاشرے میں ایک بڑی برائی یہ بھی ہے کہ غیر ضروری تکلفات اور خیالی اسٹیٹس تک پہنچ کر لڑکے لڑکیوں کی شادی کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے، نتیجہ میں مختلف قسم کی سماجی، جنسی خرابیاں سماج میں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے اور حالات کا تقاضہ بھی ہے کہ ۱۶؍ ۱۸ سال کے بعد لڑکے لڑکیوں کی شادی کر دی جائے۔
- مقامی طور پر اصلاحی کمیٹیاں بنا کر اصلاح معاشرہ کے لیے کام کیا جائے۔
- ہر ممکن کوشش کر کے پردے کو فروغ دیں۔
- مختلف ذرائع سے پھیلنے والے فحش اور بیہودہ پروگراموں کے خلاف لوگوں کو ذہنی طور پر تیار کیا جائے۔ تعمیری اور مثبت پروگراموں سے انھیں جوڑنے کی کوشش کی جائے۔

(خطباتِ فدائے ملت، ص ۶۳۱ تا ۶۳۲ خطبہ صدارت ۲۸واں اجلاسِ عام جمعیۃ علماء، دہلی)

OO